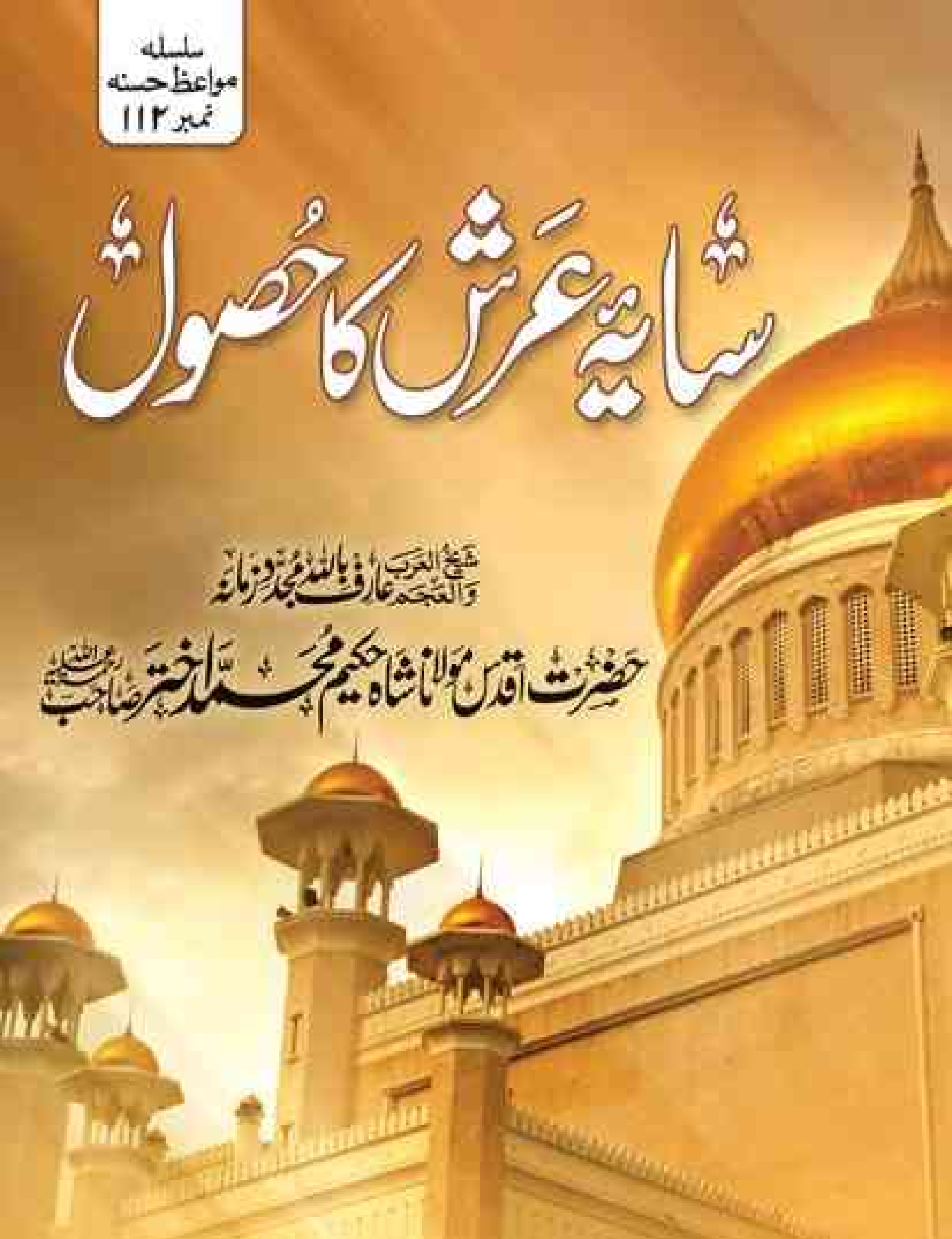

سلسلہ مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۲

سایۂ عرش کا حصول

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۲

سایۂ عرش کا حصول

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار ہے دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : سایۂ عرش کا حصول

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۴؍ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ مطابق ۴؍ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲۹ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080اور+92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

پیش لفظ ۵
قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنا مغفرت کی علامت ہوگی ۶
حدیث کے خادموں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حاصل کرنے کی تین شرائط ۸
اَمرَد کس کو کہتے ہیں؟ ۹
قرآن پاک میں قومِ لوط کا قصہ عبرت کے لیے ہے ۹
آیت لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ.....الخ کی عجیب شرح ۱۰
قومِ لوط جیسا عذاب کسی قوم کو نہیں دیا گیا ۱۱
عشقِ مجازی میں مبتلا عذاب میں مبتلا رہتے ہیں ۱۲
حسنِ فانی کا انجام ۱۳
دونوں جہاں میں سکون حاصل کرنے کا طریقہ ۱۴
جلد دیندار بننے کا نسخہ ۱۴
اللہ والے لطیف المزاج ہوتے ہیں ۱۵
نفس مردانہ وار حملہ کرنے ہی سے چت ہوتا ہے ۱۶
جگر صاحب کی گناہ چھوڑنے کی ہمتِ مردانہ ۱۷
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ ۲۰
سات قسم کے لوگوں کو عرش کا سایہ ملے گا ۲۱
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی پہلی قسم ۲۱
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی دوسری قسم ۲۱
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی تیسری قسم ۲۲
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی چوتھی قسم ۲۲
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی پانچویں قسم ۲۳
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی چھٹی قسم ۲۶
عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی ساتویں قسم ۲۷
عاشق مجاز پر دو تباہ کاریاں مسلط ہوتی ہیں ۲۷
القائے الہام کے لیے بخاری شریف کی دعا ۲۸
حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ ۲۹

www.khanqah.org

پیش لفظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظِ حسنہ سلسلہ نمبر ۱۱۲ کا یہ وعظ "سایۂ عرش کا حصول" ایک حدیث میں وارد ان سات اعمال کی شرح سے متعلق ہے جن کو اختیار کرنے پر حدیثِ پاک میں قیامت کے دن مومن کو عرش کا سایہ ملنے کی بشارت ہے۔

یوں تو اس حدیث پاک کی بہت سے علماء کرام نے شرح فرمائی ہے لیکن حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جس قابلِ وجد اور عام فہم انداز میں اس حدیث میں مذکورہ سات اعمال کی شرح فرمائی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی محبت و معرفت کا جو درد عنایت فرمایا تھا گروہِ اولیاء میں اس کا رنگ بالکل منفرد تھا جو اس وعظ میں نمایاں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں حضرت والا کے اس دردِ دل کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری فرمادیا تھا جس کے تحت اب تک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور بڑی کتب لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم ہوچکی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں کتابوں کی مفت تقسیم بھی تاریخ کا ایک منفرد باب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہی کے دستِ مبارک سے رقم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کو ہم سب کے لیے قبول فرمالیں جو وہ اپنی اولاد و ذُرّیات کے ساتھ ساتھ اپنے متعلقین یعنی مریدوں کے لیے بھی مانگا کرتے تھے کہ یااللہ میری اولاد و ذُرّیات اور میرے احباب کو صاحبِ نسبت اللہ والا بنادے اور ہم سب کی دنیا بھی بنادے اور آخرت بھی بنادے، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

سایۂ عرش کا حصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ[۱]

اس وقت آپ حضرات کو بخاری شریف کا درس دیا جارہا ہے یعنی بخاری شریف سے ایک حدیث سنائی جارہی ہے جس میں سات اعمال کا ذکر ہے۔ یہ سات اعمال ایسے ہیں کہ اگر انسان اِنہیں کرلے تو قیامت کے دن اُس کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنا مغفرت کی علامت ہوگی

قیامت کے دن سورج کو اتنا قریب کردیا جائے گا کہ سب کے سر ایسے کھولیں گے جیسے پکتی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے اور ہر شخص اپنے گناہوں کے اعتبار سے پسینے میں ڈوبا ہوگا، کوئی گھٹنے تک پسینے میں ہوگا، کوئی کمر تک پسینے میں ہوگا، کوئی گردن تک پسینے میں ہوگا لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمادیں تو یہ بہت بڑی نعمت ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے یہ اُس کی نجات کی دلیل اور مغفرت کی علامت ہوگی۔

تو وہ سات اعمال کیا ہیں جن کے کرنے سے قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا؟

---

[۱] صحیح البخاری: ۹۱/۱، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، المکتبۃ المظہریۃ

ان سات اعمال کا درس بخاری شریف کی اس حدیث میں دیا جارہا ہے۔ اس وقت میرے ہاتھ میں فتح الباری کی دوسری جلد ہے۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح فتح الباری لکھی ہے جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ ان سات اعمال کو بہت غور سے سنیے اور اپنے خاندان میں اور دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کیجیے۔ کیوں کہ اگر آپ کو عرش کا سایہ مل جائے مگر بیوی کو نہ ملے، آپ کے ابا کو نہ ملے، آپ کے بھائیوں کو نہ ملے تو آپ کو کتنا غم ہو گا۔ تو اپنے خاندان والوں کے لیے بھی تو کوشش کرنی چاہیے لیکن جب آپ غور سے نہیں سنیں گے تو تقسیم کیا کریں گے؟ مال تو آگے جب تقسیم ہو گا جب آدمی خود غور سے سنے گا۔

حدیث کے خادموں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

جو لوگ حدیث سن کر اسے آگے پہنچاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت بھی ہے۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا وَوَعَاھَا وَاَدَّاھَا[۲]

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! آپ ایسے بندوں کو ہرا بھرا رکھیے جو میری بات کو غور سے سنتے ہیں، پھر اُس کو یاد کر لیتے ہیں اور امانت کی طرح ہمیشہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اُسے آگے بھی پہنچاتے ہیں۔ یہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو ہرا بھرا رکھیں۔ آج کل کوئی ولی اللہ، کوئی پیر فقیر دعا دے دے تو آدمی کتنا خوش ہوتا ہے، کہتا ہے کہ آج ہمارے پیر نے ہم کو دعا دی ہے جبکہ میں آپ کو نبی کی دعا سنا رہا ہوں کہ ایسی دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں کسی کو نہیں دی۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! آپ اُن بندوں کو ہرا بھرا رکھیے جو میری بات کو یعنی حدیث کو غور سے سنے، اُس کے بعد اُسے یاد کرے اور یاد کر کے اُسے بھلائے نہیں، امانت کی طرح اُس کی حفاظت کرے اور اُس کو آگے اپنے خاندان والوں کو اور دوستوں کو اور دیگر انسانوں کو پہنچائے۔

۲؎ مشکوٰۃ المصابیح، ۱/۳۵ کتاب العلم، المکتبۃ القدیمیۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حاصل کرنے کی تین شرائط

آج ہم یہ سات باتیں جو سنیں گے اگر ان پر عمل کر لیں تو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا۔ قیامت کا دن بڑی مصیبت کا دن ہو گا جب سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ سر پکتی ہوئی ہنڈیا کی طرح کھولنے لگے گا تو جسے اللہ تعالیٰ بلالیں کہ عرش کے سائے میں آجاؤ۔ تو یہ اس کے لیے بہت بڑا انعام ہو گا۔ اس لیے آج آپ یہ سات اعمال غور سے سن لیں اور اس نیت سے سنیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا چاہتے ہیں کہ ہم ہرے بھرے رہیں۔ بتائیے! ہم سب چاہتے ہیں نا کہ ہم سب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لگ جائے؟ تو نبی کی دعا لگنے کی تین شرطیں ہیں یعنی حدیث کو غور سے سنے، پھر اُس کو امانت کی طرح محفوظ کرے اور اُس کو آگے بڑھادے یعنی دوسروں کو سنادے۔ تو ہم سب کو ان شاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا لینی ہے لہٰذا اس حدیث کو غور سے سنیے کیوں کہ اس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

اب سیریل وائز (serial wise) یعنی ترتیب وار یہ سات اعمال سنیے! مجھے انگریزی بولنے کا شوق نہیں ہے لیکن جو بچے نادان ہوتے ہیں انہیں لڈو دکھا کر اسکول بھیجا جاتا ہے۔ اب آپ بتائیے کہ علم کو لڈّو سے کیا نسبت ہے؟ اسی طرح میرے سامنے اکثر بچے، اکثر مخاطب انگریزی داں ہوتے ہیں تو وہ عربی کے الفاظ کو نہیں سمجھتے لہٰذا انہیں سمجھانے کے لیے کبھی کبھی انگریزی کے الفاظ بول لیتا ہوں۔

ایک صاحب سے میں نے کہا کہ میں آپ کے یہاں آکر تعزیت کروں گا اور تسلّی دوں گا۔ تو کہنے لگے کہ نہ ہم تعزیت سمجھتے ہیں نہ تسلّی سمجھتے ہیں اور آسان اُردو بولیے۔ تو میں نے کہا کہ جو باتیں غم کو ہلکا کر دیں آپ کو ایسی باتیں سناؤں گا۔ تو کہنے لگے کہ اب سمجھ میں بات آگئی۔ اسی طرح ایک صاحب سے میں نے کہا کہ میرے سفر کا نظم اور نظام یہ ہے تو وہ انگریزی داں بی اے پاس کہنے لگے کہ صاحب! یہ نظام کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ پروگرام۔ تو کہتے ہیں (ok) یعنی اب بات سمجھ میں آگئی۔ تو اس لیے بعض اوقات انگریزی کے الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

اَمرَد کس کو کہتے ہیں؟

مزید کچھ عرض کرنے سے پہلے ایک بات اور بتادوں کہ جن لڑکوں کی داڑھی مونچھ ابھی نہیں آئی ہوتی اُن کو اَمرَد کہتے ہیں۔ کوئٹہ سے میرے ایک دوست آئے، میں نے ان سے کہا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے اور حدیث پاک میں بھی ہے کہ امرد سے تنہائی میں مت ملو، ان کو دیکھو بھی مت، اُن سے احتیاط کرو، کیوں کہ وہ مثل عورت کے ہوتے ہیں لہٰذا اُن سے احتیاط کرو۔ جب میں نے کہا کہ اَمرد سے احتیاط کرو تو مجھے شبہ ہوا کہ معلوم نہیں یہ شخص اَمرد سمجھا ہے یا نہیں لہٰذا میں نے کہا کہ کیا آپ اَمرد کے معنیٰ سمجھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اَمرود یا امرت دھارا۔ انہوں نے یہ دو معنیٰ بتائے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ بی اے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، عربی الفاظ کو سمجھنے کے لیے علماء کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ تب میں نے ان سے کہا کہ اَمرد کے معنیٰ نہ اَمرود ہیں اور نہ امرت دھارا ہے، اَمرد سے مراد وہ لڑکے ہیں جو پندرہ سولہ سال کے ہوچکے ہوں اور جن کی ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو تو اُن کے لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ اُن کی طرف نظر ڈالنے سے احتیاط کرو کیوں کہ شیطان کبھی لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں کے فتنے میں مبتلا کردیتا ہے۔

قرآن پاک میں قومِ لوط کا قصہ عبرت کے لیے ہے

قرآن شریف میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتی تھی۔ ان پر عذاب کے تین فرشتے لڑکوں کی شکل میں آئے، اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں کو حسین لڑکوں کی شکل میں بھیجا، وہ تین فرشتے یہ تھے، حضرت جبرئیل، حضرت میکائل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام ۔ تو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والے دوڑے کہ بس آج تو کیا ہی کہنا:

وَجَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿٦٤﴾[٣]

---

[٣] الحجر:٦٧

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرمارہے ہیں کہ شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے دوڑے کہ آہا! خوبصورت اور حسین لڑکے آئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اس اُمت کو اپنی پناہ میں رکھے اور ہر انسان کو اس خبیث فعل سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا ہے:

كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ[۴]

قومِ لوط خبیث عمل کیا کرتی تھی۔ جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت لوط علیہ السلام نے گھر کا دروازہ بند کر لیا کہ کہیں میری قوم میرے مہمانوں کو رُسوانہ کردے لیکن وہ مکان کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگئے اور حضرت لوط علیہ السلام کانپنے لگے کہ آہ! ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے، آج ہمارے مہمانوں کو یہ کمبخت رُسوا کردیں گے۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ خوف نہ کریں، آپ بالکل نہ ڈریں، ہم فرشتے ہیں، ہم ان کے دماغ درست کردیں گے، پھر انہوں نے اپنے پَر کو گھمایا تو سارے اندھے ہوگئے، جب اچانک اندھے ہوگئے تو اُدھر سے بھاگنے لگے۔

آیت لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ.....الخ کی عجیب شرح

قومِ لوط کی اس بری عادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ[۵] اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مبارک زندگی کی قسم! یہ قوم اپنی شہوت اور خبیث عادت کے نشہ میں پاگل ہورہی تھی۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کیوں کھائی؟ اس میں راز یہ ہے کہ اے مکہ کے کافرو! جیسے تم تکبر کے نشہ میں ہو اور میرے نبی کے چراغ کو بجھانے کے لیے میٹنگ کررہے ہو، یاد رکھو! قومِ لوط میں بھی نشہ تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں شہوت کا نشہ تھا اور تمہارے اندر تکبر کا نشہ ہے۔ لیکن ہم نے جو اُن کا حال کیا وہی تمہارا حال کردیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم کھائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زندگی کی قسم! قومِ لوط شہوت کے نشہ میں پاگل ہورہی تھی۔ مطلب یہ کہ کفارِ مکہ جو

---

۴ الانبیآء:۷۴

۵ الحجر:۷۲

تکبر کے نشہ میں پاگل ہو کر آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں تو آپ کی زندگی کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے، یہ کافر آپ کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں، یہ تو ایک دن فنا ہو جائیں گے لیکن آپ کا آفتابِ نبوت قیامت تک روشن رہے گا۔

قومِ لوط جیسا عذاب کسی قوم کو نہیں دیا گیا

اللہ تعالیٰ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ[۶] صبح سویرے جب سورج نکل رہا تھا تو اللہ کا عذاب آگیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے قومِ لوط کی پوری زمین جو چھ لاکھ کی آبادی والی تھی اور اس میں چھ شہر تھے اور ہر شہر میں ایک ایک لاکھ کی آبادی تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوری چھ لاکھ کی بستی کو ایک بازو سے اُٹھایا جبکہ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں، ان کے ایک بازو میں اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت رکھی ہے کہ ایک بازو کو زمین میں گھسایا اور زمین کو اُٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اتنا قریب لے گئے کہ آسمان کے فرشتوں نے اس بستی کے مرغوں، گدھوں اور کتّوں کی آوازیں سُنیں، آسمان کے اتنا قریب لے جا کر وہاں سے زمین اُلٹ دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا، ہم نے زمین کا اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا حصہ اوپر کر دیا۔ دیکھیں! جہاز گرتا ہے تو مسافروں کی ہڈی پسلی نہیں بچتی، اس کے باوجود کہ خدائے تعالیٰ کو یقین تھا کہ اتنے اوپر سے گرنے کے بعد یہ سب ہلاک ہوگئے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ[۷] میں نے ان پر پتھر بھی برسائے، ایک اور جگہ ارشاد ہے مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ[۸] ہر پتھر پر ان کا نام بھی لکھا ہوا تھا یعنی ان مجرموں کے نام پتھروں کے جو وارنٹ آئے تھے تو ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا اور ہر پتھر اپنے اپنے مسمّٰی کو تلاش کرتا تھا، ہر پتھر اپنے اسم کے ساتھ گرتا اور اپنے مسمّٰی کو لگتا اور ان کو ایسا کر دیا جیسے ابابیلوں نے ہاتھیوں پر کنکریاں برسا کر ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا تھا۔

---

۶ الحجر:۷۳

۷ الحجر:۷۴

۸ الذّٰریٰت:۳۴

عشقِ مجازی میں مبتلا عذاب میں مبتلا رہتے ہیں

افسوس کہ آج پڑھے لکھے لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی حسنِ مجازی کے نشہ میں اشعار پڑھ کر شعر و شاعری سے دل بہلاتے ہیں، اللہ کے عذاب کی باتوں سے دل بہلاتے ہیں حالاں کہ یہ شاعری کسی کے کچھ کام نہیں آئے گی، ایسے لوگوں کا دل ہمیشہ معذّب رہتا ہے، ان کی آنکھوں اور چہروں پر ذلت و لعنت برستی رہتی ہے، جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے دل لگایا ان کو ایک لمحہ کو بھی چین نہیں ہے۔ ایسے وقت میں مجھے اپنا اُردو کا ایک شعر پیش کرنا پڑتا ہے ؂

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

یہ بات میں حقیقتاً کہتا ہوں کہ میرے پاس ایسے نوجوان مریض آئے جو کہتے تھے کہ میں غیر اللہ سے دل لگائے ہوئے ہوں، کوئی ٹیڈی کے چکر میں ہے، کوئی حسین لڑکوں کے چکر میں ہے، سب کہتے تھے کہ صاحب! نیند نہیں آرہی ہے، ویلیم فائیو فیل، ویلیم ٹین بھی فیل ہوگئی، اب تو بجلی کا جھٹکا لگنے کو ہے، ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ گدوبندر کے پاگل خانہ میں داخل ہونا پڑے گا، دل ہر وقت پریشان رہتا ہے، بے چین رہتا ہے۔ تو میں نے ان کی اس پریشانی کو اپنے شعر میں پیش کیا ؂

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

پوری روئے زمین سے کسی بھی رومانٹک والے کو لاؤ، اگر میں اُس کے سر پر قرآن رکھ کر پوچھوں گا تو وہ یہی کہے گا کہ سخت پریشان ہوں، اس مرض سے کافر تک پریشان ہیں، یہ ظالم مرض ہی ایسا ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ پر قربان جایئے، فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ اگر سونے کے پانی سے لکھیں تب بھی اس جملہ کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ غیر اللہ سے دل لگانا ایسا ہے جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر بالو ریت پر ڈال دینا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی اور ذلتِ دائمی ہے اور ہمارے دادا پیر

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو اللہ کو چھوڑ کر حسینوں سے دل لگاتا ہے اس کا انجام نفرت اور عداوت ہوتا ہے کیوں کہ آخر میں ان دونوں میں دُشمنی ہو جاتی ہے۔ اس ملفوظ پر میرا اُردو شعر ہے، ذرا غور سے سنیں؎

انجامِ محبت نفسانی نفرت ہی سے کنورٹ ہوتی ہے
اور اس کے مِرنڈے رس گُلّے شیطان کی بِنوٹ ہوتی ہے

پرانے زمانہ میں لاٹھی چلانے کے فن کو بِنوٹ کہتے تھے اور کنورٹ (convert) انگلش کا لفظ ہے، اس کے معنیٰ تبدیل ہونے کے ہیں، میں اُردو غزل میں انگلش داخل کر رہا ہوں۔ گناہ پر راضی کرنے کے لیے عاشق شروع شروع میں معشوقوں کو خوب مرنڈا اور رس گُلّہ کھلاتے پلاتے ہیں، پھر شیطان اسی کے ذریعہ سے پھنسا دیتا ہے یعنی بد فعلی کے گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حسنِ فانی کا انجام

اللہ تعالیٰ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ فرماتے ہیں کہ بس اپنی بیوی سے محبت کرو، بیوی حلال ہے، اُس سے خوب محبت کرو مگر خبر دار! کسی کی بہو، بہن، بیٹی کو مت دیکھو، ان کے کالے بالوں سے دھوکا مت کھاؤ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

زُلفِ جعد و مشک بار و عقل بر
آخرش زلفِ دُم زشت پیر خر

جن کے بال آج کالے ہیں، مشک بار ہیں یعنی ان سے مشک کی خوشبو آ رہی ہے اور عقل بر ہیں یعنی تمہاری عقل اُڑا رہے ہیں لیکن ان بالوں کا انجام کیا ہوگا؟ آخر میں وہ بڈھے گدھے کی دُم معلوم ہوں گے۔ جب اس حسینہ کی عمر اسّی برس کی ہو جائے گی اور اس کا عاشق اس کو نانی اماں کہے گا تو وہ کہے گی کہ کمبخت مجھ کو نانی اماں بناتا ہے، تو وہ کہے گا کہ کیا اب بھی نانی اماں نہ کہوں جبکہ ساڑھے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے اور کمر کمان کی طرح جھکی ہوئی ہے؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

دونوں جہاں میں سکون حاصل کرنے کا طریقہ

اسی لیے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنی زندگی کو خالقِ زندگی پر فدا کرو اور اللہ والی زندگی اختیار کر کے دونوں جہاں میں سرخرو ہو جاؤ اور دونوں جہاں میں سکونِ قلب کی ضمانت کے لیے میں حلف اُٹھاتا ہوں، قرآن پاک کے وعدوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر میں اس مسجد کے منبر سے بخدا کہتا ہوں کہ جس نے اللہ کو اپنا دل دیا، اللہ نے اُس کے دل کو چین عطا فرما دیا اور جس نے غیر اللہ کو دل دیا تو وہ ظالم دل کو چین سے رکھنا کیا جانے، جو اپنا ہی دل چین سے نہیں رکھ سکتا وہ دوسروں کا دل چین سے کیا رکھے گا۔

جلد دیندار بننے کا نسخہ

لہٰذا اپنے کو مخلوق کے سپرد مت کرو، ہمت سے کام لو لیکن ہمت سے کام کیسے لیں؟ ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ صاحب جلد دیندار بننے کا نسخہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم مٹی کے ہیں، مٹی کی چیز کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، ہر جنس اپنی جنس کی طرف لپکتی ہے، کبوتر کبوتر کے ساتھ اُڑتا ہے، باز باز کے ساتھ۔ دیکھو! ہوائی جہاز سے سبق لو، ہوائی جہاز لوہا، پیتل، تانبے سے بنتا ہے۔ یہ آسمانی چیزیں ہیں یا زمینی؟ زمین کی چیزیں ہیں۔ اس لیے ایئرپورٹ کے رَن وے کی زمین پر جہاز کھڑا رہتا ہے لیکن جب اُس کو اُڑنا ہوتا ہے اور زمین کو چھوڑنا ہوتا ہے تو زمین سے فضا میں اُڑنے کے لیے پیٹرول کے کئی ہزار گیلن خرچ ہو جاتے ہیں جب وہ تیز دوڑتا ہے اور اوپر کو اُٹھتا ہے تو ان چند منٹوں میں پیٹرول کے کئی ہزار گیلن خرچ ہو جاتے ہیں۔ تو ہم مٹی کے ہیں، اگر ہم مٹی کے کھلونوں سے، مٹی کے کبابوں سے، مٹی کی بریانیوں سے، مٹی کے مکانوں سے، مٹی کی عورتوں سے، مٹی کی تمام چیزوں سے اپنی روح کو الگ کر کے اللہ کی طرف اُڑنا چاہیں تو ہمیں بھی کئی ہزار گیلن پیٹرول اپنی روح اور دل کی ٹنکی میں ڈلوانا پڑے گا۔ اور اُس پیٹرول کا نام ہے اللہ تعالیٰ کی محبت۔ پھر ہم زمین سے جلد ٹیک آف کر جائیں گے۔ لہٰذا جلد دیندار بننے کا نسخہ یہی ہے۔ اگر دس کروڑ کا بالکل نیا ہوائی جہاز خرید کر لائیں لیکن اُس کے اندر پیٹرول نہ ہو یا ہو تو تھوڑا ہو تو آپ بتائیے کہ وہ زمین سے ٹیک آف کر سکتا ہے؟ کراچی سے جدّہ

جانے میں جتنا پیٹرول خرچ ہوتا ہے تقریباً اتنی ہی مقدار اس کو اڑانے میں خرچ ہو جاتی ہے، اس کے بعد جب وہ ہواؤں کے دوش پر اُڑنے لگتا ہے تو پیٹرول کم خرچ کرتا ہے۔

اللہ والے لطیف المزاج ہوتے ہیں

ہواؤں کے دوش پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا پیارا شعر یاد آیا ؎

گفت پیغمبر کہ بر دستِ صبا
از یمن می آیدم بوئے خدا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ سفر فرما رہے تھے کہ اچانک یمن کے محاذات پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اے لوگو! صبا یعنی ہوا کے ہاتھوں پر یمن سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ خوشبو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی خوشبو کو کوئی نہیں چھپا سکتا چاہے حاسدین لاکھ ان کا چراغ بجھانے کی کوشش کریں۔ اللہ والے اتنا مجاہدہ کرتے ہیں، اتنا زیادہ خونِ آرزو پیتے ہیں کہ اُن کے دل میں دریائے خوں بہتا ہے، وہ مخنث نہیں ہوتے، اُن میں بھی حسن کی طرف میلان ہوتا ہے اور آپ سے زیادہ حسن کا ادراک ہوتا ہے کیوں کہ وہ پاکیزہ طبیعت اور لطیف مزاج کے ہوتے ہیں، ان کے مزاج میں لطافت ہوتی ہے، وہ ادنیٰ حسن کو بھی سمجھ لیتے ہیں اور کثیف لوگ اس لیے لطیف مزاج کے نہیں ہوتے کیوں کہ گناہوں کی کثافت کی وجہ سے اُن کا ادراکِ حسن کمزور ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقے میں اللہ والے لطیف المزاج ہوتے ہیں تو ان کا ادراک بھی قوی ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی حسین پر نظر پڑی تو نظر بچا کر آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اسے کہتے ہیں ایمان! یہ کیا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ صرف مسجدوں میں، روضۂ مبارک پر، ملتزم پر ہے، وہاں تو آنکھیں اشکبار ہیں لیکن سڑکوں پر جب کوئی ڈسٹمپر لگا مٹی کا پتلا نظر آتا ہے تو اُس وقت پیغمبر یاد نہیں آتا۔ نعت شریف پڑھنے والو! ڈسٹمپروں اور سڑنے والی لاشوں

پر رسولِ خدا کو کیوں بھول جاتے ہو؟ اس وقت یہ حدیث کیوں نہیں یاد آتی لَا تَنْظُرُوْا اِلَی الْمُرْدَانِ اے لوگو! حسین امردوں کو مت دیکھو، اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔

نفس مردانہ وار حملہ کرنے ہی سے چت ہوتا ہے

مجھے یہی شکایت ہے، خود سے بھی یہی شکایت ہے، یہ نہ سمجھیے کہ میں کوئی مقدس شخصیت ہوں، ہم کو اپنے دست و بازو کی سستی سے شکایت ہے کہ ہم نفس پر مردانہ وار حملہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا پیارا شعر یاد آیا، مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن
چوں علی واری درے خیبر شکن

ارے! نفس پر مردانہ وار حملہ کرو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح خیبر کا قلعہ فتح کرو۔ یہ نفس مردانہ وار حملے ہی سے چت ہوگا، یہ نفس ہیجڑوں سے چت نہیں ہوگا، چوڑیاں پہننے والوں سے چت نہیں ہوگا، اگر مگر لگانے والوں سے چِت نہیں ہوگا، لہٰذا ہمت سے کام لینا چاہیے اور ہمت ملتی ہے اللہ والوں سے، تو آدمی اپنی ہمت استعمال کرے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور خاصانِ خدا سے ہمت کے لیے دعا کی درخواست کرائے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اور ؎

میرے انجامِ الفت کو ذرا تم دیکھتے جانا
میری ویرانیاں آباد ہیں خونِ تمنّا سے

تو اللہ والے اور اللہ والوں کے غلام دریائے خوں سے گزرتے ہیں، اس لیے اُن کے چراغِ عزت کو، اُن کے چراغِ آبرو کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔ اب میرا شعر سنیے ؎

ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

www.khanqah.org

یہ حاسدین اللہ والوں کے چراغ کو بجھانے کی کوششیں کرتے ہیں مگر یاد رکھو کہ اُن کے سینے میں دریائے خوں بہہ رہا ہے، انہوں نے اپنے مالک کو خوش کرنے کے لیے نجانے کتنی آرزوؤں کا خون کیا ہے۔

جگر صاحب کی گناہ چھوڑنے کی ہمتِ مردانہ

کیا جگر صاحب کے دل میں آرزو نہیں تھی مگر انہوں نے اپنی حرام آرزو کا خون کیا۔ آج آپ لوگ سن لیجیے کہ جگر صاحب کتنا پیتے تھے، جگر صاحب اتنا پیتے تھے، اس قدر خوگرِ شراب تھے کہ مشاعرہ میں دو آدمی اُن کو پکڑ کر لاتے تھے، خود چل کر نہیں آسکتے تھے، یہاں تک کہ اپنے دیوان میں انہوں نے لکھا؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

آہ! جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت عطا ہوتی ہے اُس کا حال کیا ہوتا ہے اس کو بھی سن لیجیے؎

سن لے اے دوست جب ایّام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کے دن اچھے ہونے والے ہوتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ اپنا پیار دینا چاہتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ خود اُس سے ملنے کے لیے راہیں پیدا کرتے ہیں۔ جگر صاحب کو مشاعرہ کے آخر میں لایا جاتا تھا، دو آدمی اُن کو پکڑے ہوئے ہوتے تھے کیوں کہ وہ شراب کے نشہ میں مدہوش ہوتے تھے۔ لیکن پھر ان کی ہدایت کا وقت آگیا اور وہ تھانہ بھون پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے حضرت تھانوی سے چار باتوں کے لیے دعا کروائی کہ شراب چھوڑ دوں، داڑھی رکھ لوں، حج کر آؤں اور خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ اُس اللہ کے پیارے کے ہاتھ اُٹھ گئے۔ جب اللہ کے پیاروں کا دعا کے لیے ہاتھ اُٹھ جاتا ہے تو کچھ اور ہی معاملہ ہوتا ہے؎

مے دافعِ آلام ہے تریاق ہے لیکن
کچھ اور ہی ہو جاتی ہے ساقی کی نظر سے

اللہ والوں کے ہاتھ اُٹھنے سے دعاؤں کا کچھ اور ہی رنگ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جگر صاحب واپس آئے اور شراب چھوڑ دی، جب شراب چھوڑ دی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ جگر صاحب اگر آپ نے اچانک شراب چھوڑی تو مر جائیں گے، شراب آپ کے لیے آبِ حیات ہے۔ جگر صاحب نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ آٹھ دس برس اور جی جائیں گے تو جگر صاحب نے کہا کہ خدا کے غضب کے سائے میں آٹھ دس برس جینے سے بہتر ہے کہ میں ابھی مر جاؤں، کم از کم شراب چھوڑنے کی وجہ سے خدا کی رحمت کے سائے میں تو جاؤں گا، مجھے وہ موت عزیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں آئے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اگر نظر کی حفاظت کرنے میں اور حسینوں سے دست بردار ہونے میں کسی کو موت بھی آجائے تو اُس موت کو لبیک کہو۔

آہ! کاش کہ ہمارے سینوں میں اللہ تعالیٰ یہ درد عطا فرمادیں کہ ہم گناہ چھوڑنے میں اپنی جان کی بازی لگادیں، حسینوں پر نظر نہ ڈالیں چاہے جان نکل جائے، آخر مؤمن کس لیے پیدا ہوا ہے؟ بتاؤ! مؤمن جان بچانے کے لیے پیدا ہوا ہے یا جان دینے کے لیے پیدا ہوا ہے؟ اگر جان بچانا مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ جہاد کیوں فرض فرماتے؟ بتاؤ بھئی! اگر جان بچانے کے لیے اللہ ہمیں دنیا میں بھیجتا تو کیا جہاد فرض ہوتا؟ جہاد میں لڈّو ملتے ہیں یا جانیں جاتی ہیں اور خون بہتا ہے؟

جگر صاحب کی بات سن کر ڈاکٹر خاموش ہوگئے کہ اب ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔ بس جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سب بیماری ختم ہوگئی اور وہ خوب اچھے ہوگئے۔ جو اللہ تعالیٰ پر فدا ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اُسے ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ فرمائیں گے؟ آپ گناہ چھوڑ کر تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کا کیا بدل دیتے ہیں، ایک بار اللہ کہنے میں ان شاء اللہ جنت کا مزہ آجائے گا۔ اُس کے بعد جگر صاحب حج کر آئے، وہیں انہوں نے داڑھی بھی رکھ لی۔ پہلے زمانے میں بمبئی سے حج کے لیے جانا ہوتا تھا۔ جب واپس آئے اور بمبئی میں اپنی داڑھی آئینہ میں دیکھی تو ایک شعر کہا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

یعنی اپنی داڑھی کو دیکھ کر خود تماشا بن گئے اور یہ شعر اپنے لیے ہی کہہ رہے ہیں۔ آہ! کیا پیارا شعر کہا۔ پھر میرٹھ میں جب تانگے پر جارہے تھے تو تانگے والا اسی شعر کو پڑھ کر مزہ لے رہا تھا۔ اُس نے پہچانا نہیں کہ جگر صاحب آج اُس کے تانگے پر بیٹھے ہیں۔ تو جگر صاحب رونے لگے کہ آہ! اللہ تعالیٰ یہ آپ کا کرم ہے کہ آج میرا یہ شعر اتنا مقبول ہورہا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''نالۂ غمناک'' ہے، بڑا ہی درد ناک ہے، شاید ہی کوئی سنگ دل ہو جو اس کو پڑھ کر رونہ پڑے۔ تو دہلی میں ایک آدمی اسے پڑھتا جارہا تھا اور روتا جارہا تھا کہ ہائے یہ کیسا شاعر ہے، کیسا درد بھرا دل رکھتا ہے، اس نے اپنے اشعار میں اللہ کی محبت کا کیا درد بھر دیا ہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس کے ساتھ ساتھ جارہے تھے۔ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے کان میں کہا کہ ارے اتنی کیا تعریف کررہا ہے، اس میں کیا رکھا ہے؟ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس سے مذاق کررہے تھے کہ ارے اتنی کیا تعریف کررہا ہے، اس میں کون سا درد بھرا ہوا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ؎

لذتِ درد کو بے درد کیا جانے

تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی اِس بات سے خوب مزہ لیا اور بہت خوش ہوئے کہ میری ہی کتاب پڑھنے والے آج مجھ سے ایسی بات کررہے ہیں۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو تمام گناہوں سے توبہ کرلو، اگر گناہ نہ چھوڑے تو موت کے وقت تو سب کچھ چھوڑنا ہی پڑے گا۔ بتاؤ! جس دن موت آئے گی اس دن سارے گناہ چھوڑنے پڑیں گے یا نہیں؟ لہٰذا یہ نہ سوچو کہ ابھی مرنے میں بہت دن ہیں بلکہ یہ سوچو کہ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے ؎

نجانے بلا لے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پھر ہمارے یہ سارے ارادے خاک میں مل جائیں گے، جب اچانک موت آئے گی تو سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے پھر پٹائی اور عذاب اور ذلّت شروع ہوجائے گی۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنے حال پر جلد رحم کیجیے، جلد اللہ تعالیٰ سے رحم مانگیے،

توفیقِ عمل مانگیے۔ اب میں اُس حدیث کا ترجمہ کر رہا ہوں۔

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سات باتیں آپ غور سے سن لیں تا کہ اللہ تعالیٰ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا ہمیں لگا دے کہ جو میری حدیث کو غور سے سنتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اسے امانت کی طرح رکھتا ہے اور اسے آگے بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرا بھرا رکھے۔ بتایئے! آپ ہرا بھرا رہنا چاہتے ہو یا سوکھنا چاہتے ہو؟ لہٰذا غور سے اس حدیث کو سنیے اور اسے آگے بڑھایئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ

اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ پانچ ہزار تین سو چونسٹھ حدیثوں کے راوی ہیں، آٹھ سو تابعین کو مدینہ شریف میں پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت جابر اور حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے صحابہ بھی ان کے شاگرد تھے۔ یہ ہے صحبتِ نبوی کا فیضان! لوگ کہتے ہیں کہ صحبت سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ صحبت اُٹھائی تھی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بڑے بڑے صحابہ ان کے شاگرد ہوئے۔ اور ابوہریرہ کے کیا معنیٰ ہیں؟ بلّی کا باپ۔ چھوٹی بلّی کو ہریرہ کہتے ہیں۔ ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آستین میں بلّی کا بچہ لیے ہوئے تھے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا مَا هٰذَا فِيْ كُمِّكَ؟ تیری آستین میں کیا ہے؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! بلّی کا بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا اَنْتَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تم بلّی کے باپ ہو۔ بس ان کا یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ دنیا ان کا اصلی نام بھول گئی اور نبی کا رکھا ہوا نام چل پڑا۔ بڑے بڑے محدثین لکھتے ہیں کہ پینتیس دلائل سے ان کا نام عبد الرحمٰن ثابت ہوتا ہے لیکن آپ ایک لاکھ مسجدوں میں جائیں گے تو مشکل سے ایک ہزار مولوی یہ بات بتا سکیں گے، ننانوے ہزار نہیں بتا سکیں گے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام کیا تھا؟ اصلی نام لوگ بھول گئے، مخلوق سے نسیان ہو گیا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا نام چل پڑا۔

سات قسم کے لوگوں کو عرش کا سایہ ملے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی سنا ہے کہ سات قسم کے لوگوں کو خدائے تعالیٰ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے۔ بعض محدثین نے اس کی شرح یہ کی ہے کہ یہاں اپنے سایہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے مگر اکثر محدثین کا ترجیحی فیصلہ یہی ہے کہ اس سے عرش کا سایہ ہی مراد ہے۔ تو سات اعمال ایسے ہیں کہ قیامت کے دن جب سورج بالکل قریب ہوگا اور اس کی گرمی سے کھوپڑیاں کھول رہی ہوں گی، اُس دن سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی پہلی قسم

اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ یعنی وہ بادشاہ جو عدل و انصاف سے حکومت کرتا ہو۔ مشہور محدث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اپنے گھر کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ یعنی سربراہ ہیں۔ ہر انسان اپنے گھر کا بڑا ہوتا ہے تو جو اپنے گھر میں بڑا ہے وہ بھی اگر اپنے گھر والوں مثلاً بیوی، بہو، بیٹے، بیٹیوں سے عدل و انصاف کا معاملہ کرے گا تو وہ بھی اس میں شامل ہے، یہ نہیں کہ یہ حدیث صرف ملک کے بادشاہ ہی کے لیے ہے۔ امامِ عادل سے مراد سلطانِ عادل تو ہے ہی مگر تمام عدل و انصاف کرنے والے یہاں تک کہ ہر گھر کا بڑا بھی اِس میں شامل ہے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی دوسری قسم

وَالشَّابُّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ اس حدیث کے پہلے نمبر میں بادشاہت کا نشہ تھا کہ بادشاہت اور سلطنت کا نشہ ہوتے ہوئے بھی عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اب نمبر دو کی ترتیب کا راز دیکھیے کہ اس میں جوانی کا نشہ ہے یعنی وہ جوان جس کی جوانی خدائے تعالیٰ کی عبادت میں گزر جائے اور وہ جوانی کے نشہ میں بھی اللہ کو نہ بھولے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ایک اور روایت ہے جس کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث کی عبارت ہے:

شَابٌّ اَفْنٰى نَشَاْتَهٗ وَ شَبَابَهٗ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ

جس جوان نے اپنی جوانی اور جوانی کے نشہ اور نشاط کو، اپنی اُمنگوں اور آرزوؤں کو اللہ تعالیٰ پر قربان کردیا یعنی اللہ کی مرضی پر چلتا ہے، اپنی مرضی پر نہیں چلتا، نفس کی گندی خواہشوں کو لات مارتا ہے، لات ومنات کو لات مارتا ہے تو ایسے جوان کو بھی عرش کا سایہ ملے گا۔ مبارک ہے وہ جوان جس کی جوانی اللہ تعالیٰ پر فدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے جتنے جوان بچے ہیں سب کی جوانیوں کو اپنے لیے قبول فرمالیں۔ تو جوانی کا بھی نشہ ہوتا ہے۔ اسی لیے محدثین لکھتے ہیں کہ اُدھر سلطنت کا نشہ تھا اِدھر جوانی کا نشہ ہے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی تیسری قسم

وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وہ مسلمان جو بازار میں رہے مگر دل مسجد میں اٹکا رہے، وہ مسلمان جو بزنس کرتا ہے، سبزی منڈی میں ہے، مارکیٹوں میں ہے، دفتروں میں ہے لیکن دل مسجد میں لگا ہوا ہے کہ کب اذان ہو اور میں کب یہاں سے اُٹھوں اور اللہ کے گھر جاؤں۔ خانۂ خدا سے محبت صاحبِ خانہ سے محبت کی دلیل ہے، گھر سے محبت ہونا گھر والے کی محبت کی دلیل ہے۔ مجنوں کہتا ہے ؎

اَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى
اُقَبِّلُ ذَاالْجِدَارِ وَ ذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

میں لیلیٰ کے گھر کے چکر کیوں لگاتا ہوں؟ مجھے گھر کی محبت نے پاگل نہیں کیا ہے، بلکہ اس گھر میں جو رہتی ہے یعنی لیلیٰ میں تو اس کی محبت میں اس کے گھر کے چکر لگاتا ہوں۔ تو دوستو! مسجد کس کا گھر ہے؟ اللہ کا گھر ہے۔ تو جس کو مسجد سے محبت ہوگی وہ اللہ کی محبت کی وجہ سے ہوگی۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی چوتھی قسم

نمبر چار ہے رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ کہ دو مسلمان جو آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں، آپس میں اللہ کے لیے ملتے ہیں اور اللہ کے

لیے الگ ہوتے ہیں یعنی خانقاہوں میں آتے ہیں لیکن امّاں بیمار ہے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر اجازت لے کر چلے جاتے ہیں غرض اُن کا ملنا اور الگ ہونا اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے تو ان کو بھی عرش کا سایہ ملے گا لیکن اس میں ایک شرط لکھی ہے کہ اس محبت پر قائم بھی رہے، ذرا ذرا سی بات پر کینہ و رنجش اور بدگمانی نہ آنے پائے، اس محبت پر ہمیشہ قائم رہے۔ اللہ والی محبت کو شیطان کبھی بدگمانی پیدا کر کے ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جہاں سے پانی ملتا ہے شیطان چاہتا ہے کہ اُس چشمہ سے متعلق دل میں بدگمانی ڈال دے۔ یاد رکھو! اگر اللہ والوں سے بدگمانی ہو تو روتے روتے سجدہ گاہ کو تر کر دو اور اللہ سے پناہ مانگو کیوں کہ پھر عرش کا فیض آپ کو نہیں ملے گا۔

ایک عورت نے اپنے بچے کو استنجا کرایا تو تھوڑی سی غلاظت اُس کی انگلی پر لگی رہ گئی، اُس کو نظر نہیں آئی، پھر عید کا چاند نظر آیا تو سب عورتوں نے کہا کہ بہن چاند نظر آگیا تم بھی دیکھ لو، اُس نے بھی چاند دیکھا۔ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب بات کرتی ہیں تو ناک پر انگلی رکھ لیتی ہیں تو اُس عورت نے جس کی انگلی پر غلاظت لگی ہوئی تھی ناک پر انگلی رکھ کر کہا کہ توبہ توبہ اس دفعہ کا چاند تو بہت سڑا ہوا بدبو دار نکلا ہے۔ تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ چاند کی بدبو نہیں تھی، یہ اس کی انگلی کی بدبو تھی۔ ایسے ہی جو لوگ اللہ والوں سے بدگمانی کرتے ہیں یہ اُن کے دل کی بدبو ہوتی ہے، ان کی بدگمانی کی بدبو ہوتی ہے جس کی وجہ سے شیخ کا فیض حاصل نہیں ہوتا۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی پانچویں قسم

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللہَ کسی شخص کو کوئی خوبصورت، عالی خاندان اور باعزت عورت گناہ کی دعوت دے، اور وہ عورت خاندانی لحاظ سے اونچے خاندان کی ہو کیوں کہ بعض لوگ وضع داری میں ایسے ہوتے ہیں کہ اگر بھنگن بلائے تو اُنہیں شرم آتی ہے۔ تو سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عالی خاندان کی صاحبِ جمال اور خوبصورت عورت نے اسے اشارہ کیا، دعوتِ گناہ دی، اُس کو اپنی طرف بلایا مگر اُس نے کہا اِنِّیْ اَخَافُ اللہَ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ آہ! اللہ ہم سب کو ایسا ایمان عطا فرمائے۔

ایک نوجوان کو ایسی ہی ایک عورت نے پھنسانے کی کوشش کی۔ اُس نے کہا کہ مجھے استنجا لگا ہے، لیٹرین کدھر ہے؟ اُس وقت فلش سسٹم نہیں ہوتا تھا، لیٹرین میں ساری غلاظت جمع ہوتی تھی، بھنگی اسے نکال کر باہر جمع کرتے تھے جو کسان وغیرہ کھیتوں میں ڈالنے کے لیے لے جاتے تھے۔ تو جب یہ لیٹرین کی غلاظت میں کودا تو سر سے پیر تک اس میں لت پت ہو گیا۔ اِس حالت میں دیکھ کر اُس عورت نے اسے نفرت سے نکال دیا، یہ وہاں سے نکل کر بھاگا اور دریا میں نہا کر باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پورے جسم کو خوشبودار کر دیا۔ وہ نوجوان کپڑا بیچتا تھا، ایک دن جب کپڑا بیچ رہا تھا تو ایک ولی اللہ نے اس خوشبو کو سونگھ کر پوچھا کہ یہ خوشبو کہاں سے لاتے ہو؟ اُس نے کہا کہ یہ خوشبو میرا راز ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اپنا یہ راز مجھے بتانا پڑے گا۔ اس نے کہا کہ میں زِنا سے بچنے کے لیے غلاظت میں کود پڑا تھا اور میرا سارا بدن نجاست میں لت پت ہو کر انتہائی بدبودار ہو گیا تھا مگر جب میں دریا سے نہا کر پاک صاف ہو کر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اُس غلاظت کی بدبو کے بدلہ میں مجھے قدرتی عطر کی ایسی خوشبو عطا کر دی کہ اب مجھے عطر نہیں لگانا پڑتا، بغیر خوشبو لگائے میرا جسم خوشبودار رہتا ہے۔ ارے اللہ پر مر کے تو دیکھو، اِن مرنے والوں پر کیا مرتے ہو، اس عاجز مخلوق پر مر کر کہاں جا رہے ہو؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں

اور؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

اور؎

حسنِ فانی پہ اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

اگر کوئی سانپ نقش و نگار والا ہو، پھول والا ہو، مسکرا رہا ہو اور اللہ اُس کو بولنے کی صلاحیت بھی دے دے، وہ اُردو بول رہا ہو اور آپ سے کہے کہ دیکھو میرے ہونٹ کیسے ہیں،

میرے نقش و نگار کیسے ہیں، سنا ہے آپ حسن سے بہت عشق کرتے ہیں، آئیں مجھے گلے لگالیں۔ تو اسے گلے لگاؤ گے ؟ تو جان لو کہ سانپ جان لیتا ہے اور حسین ایمان لیتا ہے۔ بتاؤ! کس سے زیادہ بچنا چاہیے ؟

جہانگیر بادشاہ کی بیوی نور جہاں بہت خوبصورت تھی، کمبخت کی ادائیں بھی عجیب تھیں۔ ایک مرتبہ جہانگیر اسے دو کبوتر پکڑا کر کہیں چلا گیا، واپس آکر دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ایک ہی کبوتر تھا، اس نے پوچھا کہ ایک کبوتر کہاں گیا؟ نور جہاں نے کہا کہ اُڑ گیا، پوچھا کیسے اُڑ گیا؟ اُس کے دوسرے ہاتھ میں جو کبوتر تھا اُس کو اُڑا کر بولی: ایسے اُڑ گیا۔ تو اسی ادا پر بادشاہ نے اس سے شادی کرلی۔ نور جہاں دربار میں پردہ کی آڑ میں بادشاہ کے پیچھے نہیں بیٹھتی تھی تو بادشاہ سلطنت کے فرامینِ شاہی نہیں لکھ سکتا تھا، اس کی جدائی سے اتنا پریشان رہتا تھا، اُس کو اپنے پیچھے بٹھا کر سلطنت کے شاہی فرامین اور فیصلے لکھتا تھا۔ تو ایک دن نور جہاں نے کہا کہ جب میرے بغیر آپ کا دماغ صحیح نہیں رہتا تو آپ بھی میرا مذہب اختیار کرلیجیے، میں شیعہ ہوں، آپ بھی شیعہ بن جائیے کیوں کہ عاشق کو چاہیے کہ اپنے معشوق کے مذہب میں آجائے تو جہانگیر نے کہا کہ جاناں! بتو جاں دادم نہ کہ ایماں دادم، اے محبوب! تجھ کو اپنی جان دی ہے اپنا ایمان نہیں دیا۔ اس زمانہ کے بادشاہوں کے ایمان کا یہ حال تھا کہ جان دے دو مگر ایمان نہ دو۔

جان دینے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے خلاف نہ کرو، حلال بیوی سے بھی اتنی محبت جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے جماعت سے نماز چھوٹ جائے، حلال بیوی سے بھی اتنی محبت جائز نہیں ہے کہ دین کے سب تقاضے ختم کردیے اور گھر سے باہر ہی نہیں نکلتے، مریدین کہتے ہیں کہ حضرت گھر سے باہر آکر کوئی نصیحت کیجیے مگر حضرت بیوی کے پاس بیٹھے ہیں۔

اللہ کے لیے جو محبت کرتا ہے، جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے اُس سے مخلوق کو بھی بڑا آرام رہتا ہے۔ اب یہ نہ کہو کہ بیویاں کہیں گی کہ اگر ہمارے شوہروں پر اللہ کی محبت چھاگئی تو ہمارا کیا حال ہوگا، جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے وہ اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے، اُس کی ایک ایک بیماری اور تکلیف کو اپنا غم سمجھتا ہے کہ یہ میرے اللہ کی بندی ہے، اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، اس کی خطاؤں کو معاف کرو۔ بتائیے! پانچویں نمبر کا پرچہ آسان ہے یا مشکل؟ کتنا آسان پرچہ ہے کہ اگر کوئی خوبصورت، صاحبِ جمال، عالی خاندان کی عورت بلائے تو کہہ دو کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ آہ! جس کو یقینِ کامل حاصل ہے اُس کے لیے یہ پرچہ بڑا آسان ہے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی چھٹی قسم

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ

جو اللہ کے راستہ میں خیر اور نیکی کرے، اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرے، مسجد، مدرسہ، طلبہ کے اخراجات غرض کوئی بھی نیک کام کرے لیکن اس طرح کرے کہ داہنے ہاتھ سے صدقہ کرے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ اپنا صدقہ خیرات اتنا چھپائے کہ نام بھی مشہور نہ ہو۔

اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، جب ہمارے اس مدرسہ کی پانچ منزلہ عمارت بن رہی تھی تو ایک صاحب نے گیارہ لاکھ روپے دیے اور کہا کہ میرا نام نہ آئے۔ میں نے کہا رسید تو لے لو۔ کہا کہ قیامت کے دن رسید چاہیے، مجھے یہ چار انچ کی رسید نہیں چاہیے، مجھ کو میدانِ محشر میں رسید چاہیے۔ اُس کی بات پر میرا دل ہل گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کا مال قبول فرمائے لیکن آج تک کوئی اُس کا نام بھی نہیں جانتا، میرے قریبی دوست بھی نہیں جانتے، جو لوگ چاہتے ہیں کہ میرا نام ظاہر نہ ہو تو میرے لیے جائز نہیں کہ میں اُن کا نام ظاہر کردوں، اس کو کہتے ہیں اخلاص۔ اس کے برعکس ایک خاتون کا دبئی میں کاروبار تھا، اُس نے کراچی آکر ہمارے ایک دوست سے کہا کہ مدرسہ کی پانچوں منزلیں ہم بنوائیں گے بشرطیکہ اس پر میرے شوہر کے والد کا نام لکھ دیا جائے۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتا کیوں کہ میں نے اپنے دادا پیر کے نام کی ایک تختی لگادی ہے ''مسجدِ اشرف بیادگار حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ'' اگر ہم سب کے باپوں کے نام یہاں لکھ دیں تو لوگوں کے ناموں کے کتنے بورڈ جمع ہوجائیں گے۔ اور اگر تمہیں اللہ کے یہاں اجر چاہیے تو پھر نام کیوں چاہتے ہو؟ غرض اس نے ایک پیسہ بھی نہیں دیا حالاں کہ پندرہ لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس شرط پر کہ دروازہ پر اُس کے شوہر کے والد کا نام لکھا جائے کہ تعمیر کردہ فلاں حاجی صاحب۔ تو اس عورت کی شرط قبول نہ کرنے کا بظاہر تو نقصان ہوا لیکن اس کے بدلے میں میرے اللہ نے مجھے ایسی جگہ سے روپیہ عطا فرمایا کہ اس شخص نے اپنا نام تک چھپانے کی درخواست کی، مگر ان شاء اللہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی رضا ملے گی۔ تو جب اللہ کے لیے خرچ کرو تو پھر نام و نمود نہ کرو، دِکھاوا نہ کرو بلکہ مہتمم سے بھی کہہ دو کہ میرا نام اِدھر اُدھر نہ لیں۔ تو عرش کا سایہ حاصل کرنے والے چھ اعمال بیان ہوگئے، اب صرف ایک عمل رہ گیا۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی ساتویں قسم

یہ عمل عجیب ہے، بڑا سستا ہے، اس میں کوئی پیسہ لگانے والا کام نہیں ہے، نہ ہی کوئی خرچہ ہے، ساتوں نمبر اتنا آسان ہے کہ نہ اُس میں کوئی پیسہ خرچ ہوتا ہے، نہ حسین عورت کی دعوت ہے اور وہ ہے رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ اللہ کا کوئی مسلمان بندہ تنہائی میں اللہ کو یاد کرکے رو پڑے، اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں کہ اے میرے اللہ! آپ مجھ کو کیسے ملیں گے؟ کہاں ملیں گے؟ سبحان اللہ! ایک بزرگ شاعر اللہ تعالیٰ کی طلب میں عین جوانی میں جنگل میں اللہ تعالیٰ کو تلاش کرتے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ سے کہتے ہیں ؎

اپنے ملنے کا پتا کوئی نشاں
تو بتادے مجھ کو اے ربّ جہاں

جس کو خدا اپنی تڑپ دیتا ہے تو وہ بالغ ہوتے ہی بلکہ بعض تو بالغ ہونے سے پہلے ہی ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔

عاشق مجاز پر دو تباہ کاریاں مسلط ہوتی ہیں

یاد رکھو! ان صورتوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے لہٰذا بگڑنے والی صورتوں پر مت بگڑو۔ بتاؤ! یہ صورتیں ہمیشہ یکساں رہیں گی یا عمر کی زیادتی سے بگڑ جائیں گی؟ تو بگڑنے والوں پر بگڑنے والے باگڑ بِلّے ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو بگڑنے والوں پر بگڑتے ہیں وہ ڈبل باگڑ بلّے ہو جاتے ہیں یعنی خود بھی تباہ ہوتے ہیں اور جو تباہ ہونے والے ہیں ان پر بھی تباہ ہو رہے ہیں یعنی دو تباہ کاریاں جمع ہو جاتی ہیں اور جو اللہ پر فدا ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقہ میں اُن کی حیات سے نجانے کتنے لوگ حیات پا گئے۔ میرا شعر ہے ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

جن کے دل اندر ہی اندر خدائے تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں اُن کی صحبتوں میں بیٹھنے والوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ آباد کر دیتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہ آج ایک مسٹر مولویوں کا پیر بنا ہوا ہے۔

القائے الہام کے لیے بخاری شریف کی دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا محبوب، اپنا مقبول بنالے اور ہماری جتنی خطائیں ہیں سب کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خطاؤں پر متنبہ بھی فرمادے۔ بعض لوگ ایسے ظالم ہوتے ہیں کہ انہیں اپنی خطا کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اپنی ناراضگی کے اعمال پر تنبیہ بھی عطا کر دے کہ اس بات سے ہم خوش نہیں ہیں، دل میں آواز آنے لگے کہ اے میرے بندے! میں تیری اس ادا سے، اس قول یا فعل سے خوش نہیں ہوں۔ اور اس کے لیے بخاری شریف کی دعا بھی ہے، جو اس کو پڑھتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں آواز آنے لگے گی، الہام ہونے لگے گا۔ بخاری شریف کی دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ [۹]

اے اللہ! اپنی پسند والے اچھے اچھے، نیک اور ہدایت کے ارادے میرے دل میں ڈال دے اور میرا نفس کہیں نیک ارادوں پر عمل کرنے میں آڑے نہ آجائے تو اس کمینے نفس کے شر سے بھی میری حفاظت فرما۔ یہ بخاری شریف کی دعا ہے۔ اس کے پڑھنے سے ان شاء اللہ دل میں ہدایت کے ارادے آنے لگیں گے اور بُرائیوں سے بچنے کی توفیق بھی شروع ہو جائے گی۔

اَلْھِمْنِیْ الہام سے ہے یعنی اے اللہ! اچھی اچھی باتیں دل میں ڈال دیں جن سے آپ خوش ہو جائیں۔ عربی میں رُشد کے معنیٰ ہدایت کے ہیں، اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ یعنی میری ہدایت کے ارادے میرے دل میں عطا فرمادیں، وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ اور میرے نفس کے شر سے پناہ نصیب فرمائیں۔

بعض بندے خدا کے راستہ کو جانتے تو ہیں لیکن نفس کی غلامی کی وجہ سے اس پر چلنے

---

۹ جامع الترمذی: ۱۸۶/۲، باب ما جاء فی جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

میں سستی کرتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ہرن کا شکار کرنا چاہتے ہیں لیکن جنگلی سور اُن کو اپنے منہ میں دبوچ کر چبانا شروع کر دیتا ہے۔ نفس جنگلی سور سے کم نہیں ہے۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں بد نظری کر رہا ہوں، اس وقت جنگلی سور کے منہ میں ہوں، مگر آہ! سب کچھ جانتے ہوئے بھی اُن کو ندامت کا احساس نہیں ہوتا۔ شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے میری چشم تر نہیں

اہل اللہ اُن کی زندگی کو دیکھ کر اتنا کڑھتے ہیں کہ انہیں ہارٹ فیل ہونے کا خطرہ ہو جاتا ہے لیکن نفس کے سور کے منہ میں پھنسا ہوا وہ ظالم اپنے اوپر رحم نہیں کرتا۔ تو سات اعمال ہو گئے۔ آپ بتائیے کہ رونے کا کوئی بل آتا ہے؟ آنسو نکالنے میں کوئی خرچہ ہوتا ہے؟

حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ

ایک حدیث ہے:

اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا[۱]

روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔

یہ صحاح ستہ کی حدیث ہے، اس کے راوی حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں لگتے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سعد ابن ابی وقاص میرے ماموں ہیں، لائے تو کوئی میرے ماموں جیسا اپنا ماموں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں اپنے دستِ مبارک سے انہیں تیر عطا فرمایا اور کہا کہ اے سعد! تیر چلائیں۔ پھر ان کو دو دعائیں دیں کہ خدا آپ کے تیر کو صحیح رکھے اور آپ کی دعا ہمیشہ قبول کرے۔ حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک کافر پر تیر چلایا، وہ گر گیا اور ننگا ہو گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ مارے خوشی کے آپ کی داڑھیں کھل گئیں۔

[۱] سنن ابن ماجہ: ۱/۴۴۶(۴۱۹۶) باب الحزن والبکاء، مکتبۃ رحمانیۃ

جنگِ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیروں کا ترکش اور سارے تیر حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دے دیے اور ان سے فرمایا کہ اے سعد! تیر چلائیں، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے زندگی میں کسی صحابی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ایسا جملہ نہیں سنا کہ نبی ہو کر آپ کسی صحابی پر اپنے ماں باپ فدا کر رہے ہوں۔ یہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قسمت تھی، اُن کا نصیبہ تھا کہ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے تیر دے کر فرمایا اے سعد! تیر چلائیں، فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ صحاح کی روایت ہے کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُحد کے دامن میں ایک ہزار تیر چلائے تھے۔

یہ تو اپنی قسمت بنا گئے لیکن ہم نفس کی حرام خوشیوں پر تلوار نہیں چلا سکتے، گردن پر کیا تلوار چلائیں گے۔ نفس کی بُری بُری خواہشوں پر تلوار نہ چلانے والو! تم سے کیا اُمیدیں ہیں، میں اس میں اپنے کو بھی شامل کرتا ہوں، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں نفس کی گردن پر اور نفس کی گندی خواہشوں پر اپنے حکم کی تلوار چلانے کی توفیق دے تاکہ ہم اللہ سے کہہ سکیں۔

ترے حکم کی تیغ سے میں ہوں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

یہ میرا شعر ہے، یعنی ہم اپنی بُری خواہشات کو اللہ کے لیے اللہ کی تلوار سے یعنی اللہ کے حکم سے فنا کرتے ہیں، ہم کافر کی تلوار کے ممنون نہیں ہیں، ہم آپ کے حکم کی تلوار سے شہید ہو رہے ہیں، یہ بھی شہادت کی ایک قسم ہے۔

اب اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ روئے زمین پر بہت بڑے بڑے اولیاء اللہ پیدا فرمائیں جو ہماری تربیت کریں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت سکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمادیں اور ہمیں اللہ والا بنادیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی
کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے ، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء و اظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

www.khanqah.org

شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ "سایۂ عرش کا حصول" کائنات کی سب سے اہم ضرورت یعنی مغفرت کاملہ کے حصول پر مبنی ہے۔ حضرت والا کے ارشاد کے مطابق قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنا مغفرت ہونے کی علامت ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے مخصوص انداز میں اپنے دردِ دل کی ترجمانی کرتے ہوئے اس حدیث کی نہایت دل فریب اور دل نشین انداز سے شرح فرمائی ہے جس میں ان اعمال کا ذکر ہے جو مسلمانوں کے لیے قیامت کے دن سایۂ عرش کے حصول کا ذریعہ بنیں گے۔

حضرت والا نے جس پر اثر اور سہل انداز میں ان اعمال کی شرح فرمائی ہے اس کے باعث شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جس کے لیے اس حدیث میں وارد ان اعمال پر عمل کرنا ممکن نہ رہے جن کی بدولت قیامت کے دن اسے عرش کا سایہ ملے گا۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری

AW112